



حکمرانوں کو نصیحت کرنے کا شرعی طریقہ کار



حکمرانوں کو نصیحت کرنے کا شرعی طریقہ کار

الحمد لله والصلوة والسلام على رسول الله اما بعد !

موجودہ زمانہ کے مسلم ممالک میں مسلم حکمرانوں پر غلط طریقہ کار سے تنقید اور ان کی برائیوں کو اچھالا جاتا ہے جس کی ایک حد تک شریعت سے ہمیں بالکل اجازت نہیں ملتی ہے حکمران چاہے جیسے بھی ہو کتنے ہی گناہ گار کیوں نہ ہو جب تک وہ

مسلمان ہیں ، اپنہ آپ کو مسلمان کہتے ہیں ، مسلمان انہیں اپنا حکمران سمجھتے ہیں تب تک ان کے ساتھ ایسے رویے اختیار کرنے کی شریعت میں کوئی گنجائش نہیں ملتی

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے کہا گیا : اگر آپ فلا (عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ) جیسا کہ صحیح مسلم ج: 2989 میں ہے) کے پاس جا کر گفتگو کرتے !! تو آپ نے فرمایا : تمہارا خیال ہے کہ میں ان سے گفتگو کروں تو تمہیں سنا کر اعلانیہ کروں !! میں خفیہ طور پر ان سے گفتگو کروں گا

اور صحیح مسلم کی روایت میں ہے : اللہ کی قسم میں نے اپنہ اور ان کے درمیان (خفیہ طور پر) ان سے گفتگو کی ہے ، بجائے اس کے کہ میں ایک ایسا دروازہ کھولوں ، کہیں اسے سب سے پہلے کھولنے والا میں ہی نہ ہو جاؤں

(صحیح بخاری حدیث نمبر 7098، 3267، اور مسلم 2989)

چنانچہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے امیر باعظمت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ حکمت کا اسلوب اپنایا کیونکہ امیر و حاکم کی نصیحت میں اس کے مقام و مرتبہ کی رعایت ضروری ہے ، اس لئے کہ لوگوں کے ساتھ ان کے مقام و مرتبہ کے مطابق معاملہ کرنا حکمت کی اساس ہے ، اسی لئے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا ہے : حدیث (مذکور) میں امراء کی تعظیم ملحوظ رکھنے اور ان کے ساتھ ادب سے پیش آنے نیز لوگ ان کے سلسلہ میں جو کچھ کہتے ہیں اس کو ان تک پہنچانے کا بیان ہے (اس سے غیب و چغلی اور لگائی بجھائی کے طور پر لوگوں کی باتیں پہنچانا مقصود نہیں) تا کہ وہ باز رہیں اور نرمی اور حسن ادائیگی کے ساتھ ان سے ہوشیار رہیں ، اس بات کے پیش نظر کہ کسی کی ایذا رسانی کے بغیر مقصود حاصل ہو جائے

(فتح الباری 13/53، نیز دیکھئے: شرح نووی 328)

انکار منکر کی شرط یہ ہے کہ اس سے بڑا منکر لازم

نہ آئے، کیونکہ انکار منکر کے جیسا کہ امام ابن القیم رحمہ اللہ نے فرمایا ہے درج ذیل چار درجے ہیں:

پہلا درجہ: منکر زائل ہو جائے اور اس کی جگہ اس کی ضد (معروف) آجائے

دوسرا درجہ: منکر بالکل زائل نہ ہو بلکہ کم ہو جائے

تیسرا درجہ: منکر کی جگہ ویسا ہی دوسرا منکر آجائے

چوتھا درجہ: منکر کی جگہ پہلا سے بڑا منکر آجائے

مذکورہ درجات میں سے ابتدائی دو درجے تو مشروع ہیں اور تیسرا محل اجتہاد ہے اور چوتھا درجہ حرام ہے (اعلام الموقعین عن رب العالمین 3/16)

امام نووی رحمہ اللہ اسامہ رضی اللہ عنہ کے قول ”جائے اس کے کہ میں ایک ایسا دروازہ کھولوں، کہیں اسے سب سے پہلے کھولنے والا میں ہی نہ ہو“ کے سلسلے میں فرماتے ہیں: ان کا مقصد امراء کو ان کی رعایا کے درمیان علانیہ تنبیہ کرنا ہے جیسا کہ قاتلان عثمان رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا تھا، اس میں امراء کے ساتھ ادب، نرمی، انہیں خفیہ نصیحت اور لوگ جو کچھ ان کے بارے میں کہتے ہیں اسے ان تک پہنچانے کا بیان ہے تا کہ وہ اس سے باز رہیں۔

(شرح نووی 18/329)

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ رعایا کے سامنے اور ان کی موجودگی میں مسلمانوں کے ولی امر کو علانیہ طور پر تنبیہ کرنا عام طور پر بڑے شر و فساد کا سبب بنتا ہے بلکہ بسا اوقات اس کا نتیجہ اختلاف و افتراق یا امام المسلمین کے خلاف بغاوت کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے، اور ولی امر کو چاہیے کہ وہ

لوگوں کو بھلائی کا حکم دے اور انہیں برائی سے روکے، پھر اس بات کا بھی اندیشہ ہے کہ اس سے خامی کا صدور ہو کیونکہ وہ بشر ہے، لیکن اس کی اصلاح خفیہ طور پر حکمت اور محمود رواداری کے ساتھ کی جائے، اس کے ساتھ نرمی کا معاملہ کیا جائے اور انتہائی متانت اور سنجیدگی سے اسے نصیحت کی جائے، یہی طریقہ قبولیت کے لائق ہے

(فتح الباری 13/52 ، عمدہ القاری 15/166)

سماحہ الشیخ علامہ محقق شیخ عبد العزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مسلمانوں کے ائمہ و امراء کے عیوب و نقائص کی تشہیر اور انہیں منبروں پر بیان کرنا سلف کا طریقہ نہیں ہے، کیونکہ یہ تباہی و بربادی اور سمع و اطاعت نہ کرنے نیز اس بغاوت کا سبب ہے، جو سراپہ نقصان دہ ہے البتہ سلف صالحین کے یہاں معمول ہے طریقہ یہ تھا کہ نصیحت ان کے اور ولی امر کے مابین ہوتی تھی اور خط و کبابت ہوا کرتی تھی یا ان علماء سے ملاقات ہوا کرتی تھی جو امراء و حکام سے تعلق رکھتے ہو، تاکہ انہیں بھلائی کی نصیحت کی جائے، اور انکار منکر (برائی پر تنبیہ) کا طریقہ کار یہ ہے کہ منکر کے مرتکب کا ذکر کئے بغیر انکار کیا جائے، چنانچہ زنا کاری، شراب نوشی، اور سود خوری وغیرہ پر مرتکب کا ذکر کیا بغیر تنبیہ کی جائے، اسی طرح گناہوں پر نکیر اور اس سے اجتناب کی تلقین بھی فاعل کا ذکر کیا بغیر کافی ہے، فاعل کے ذکر کی کوئی ضرورت نہیں خواہ حاکم ہو یا محکوم۔

(حقوق الراعی والرعی، کے اخیر میں طبع شدہ)
 سماحہ الشیخ علامہ محقق شیخ عبد العزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں، ص 27، 28)